محمد حنیف ندوی

صحابہؓ کا طریق افتاء و اجتہاد

جب تک آنحضرت بقید حیات رہے، صحابہ کو اس امر کی ضرورت پیش نہیں آئی کہ مسند افتاء سنبھالیں، لیکن آپ کے بعد جب نئے نئے مسائل ابھرے اور حالات کی جدید کروٹوں سے حل طلب پیچیدگیوں سے ان بزرگوں کو دوچار ہونا پڑا تو افتاء و قیاس کے سوا کوئی چارۂ کار نہ رہا۔

صحابہؓ کرام کی مسائل کے بارے میں عام روش یہ تھی، کہ فقہائے متاخرین کی طرح فرضی صورتوں پر خود فکر کی طاقتوں کو ضائع کرتے نہ از خود اصول مستنبط کر کے تمام ممکن جزئیات پر پھیلاتے اور منطبق کرتے، اور نہ ان کی یہی خواہش ہوتی، کہ ان کا ہر ہر فرد ضرور فتوے دے اور مسائل مختلفہ میں اپنی رائے کا اظہار کرے بلکہ جب کوئی نازلہ درپیش ہوتا اور مجبوراً کچھ کہنا ہی پڑتا، تو ان میں ہر شخص یہ چاہتا، کہ اے کاش کوئی دوسرا آگے بڑھے اور اس بار سے اس کو سبکدوش کر دے ——— پھر جو شخص بھی اجتہاد و قیاس کی صلاحیتوں کا استعمال کرتا کسی طرح بھی صورت مسئولہ سے آگے نہ بڑھتا۔ اور اپنی فکر و رائے کو اسی سوال تک محدود رکھتا۔ یہی مطلب ہے عبدالرحمٰن بن ابی لیلے کا کہ

ادرکت عشرین و مائۃ من الانصار من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما منہم رجل یسئل عن شیء الا ود ان اخاہ کفاہ ولا یحدث حدیثا الا ود ان اخاہ کفاہ (اعلام)

میں نے کم و بیش ایک سو بیس انصاری صحابہ کو دیکھا ان میں ہر شخص ایسا تھا۔ کہ جب اس سے کوئی فتوے پوچھا جاتا۔ یا حدیث دریافت کی جاتی۔ تو اس کی یہی خواہش ہوتی، کہ اس کا کوئی دوسرا دینی علم بھائی یہ بتا دے۔ اور اس کو زحمت فکر سے بچا لے۔

تاہم یہ حقیقت ہے کہ صحابہ میں سے ایک بہت بڑی تعداد ایسی تھی جو منتظر النوازل (ضرورت پڑنے پر) فتوے دیتی تھی، اور رائے و قیاس کے ذرائع سے حقیقت الامر تک پہنچنے کی کوشش کرتی تھی، ابن حزم کا کہنا ہے۔ کہ ایسے صحابہ جن کے فیصلے منضبط ہو سکتے ہیں، ان کی تعداد ایک سو تیس سے کچھ زیادہ ہی ہے۔ تنہا حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے فتووں کو اگر جمع کیا جائے تو بیس اجزاء سے کیا کم ہوں گے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے فتووں کو اکٹھا کیا جائے تو یہ ضخامت و حجم کی کافی مقدار کو گھیر لیں گے۔

صحابہؓ کا طریق اجتہاد :- آنحضرت کا اجتہاد اس ڈھب کا تھا کہ اس میں متعین اور کچھ بندھے اصول و ضوابط کی کارفرمائیاں نہ تھیں، بلکہ جو کچھ تھا وہ ذوق نبوت اور انوار رسالت کی کرشمہ سازیوں کا نتیجہ تھا مگر اس کے برعکس صحابہ کے طریق اجتہاد میں قدرے تعیین اور

وضاحت ہے۔ چنانچہ ان کے فتووں اور فیصلوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہ و اجتہاد کے چند بنیادی مضمون ہمیشہ ان کی رسائی میں رہے تھے اور وہ انہیں بنیادوں کی روشنی میں مختلف مسائل کا حل ڈھونڈتے تھے۔

لفظ و معنی میں کس کو اہمیت حاصل ہے :- مثلاً فقہ و اجتہاد کا ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ لفظ و معنی میں کس کو ترجیح حاصل ہے۔ صحابہ کا ایک گروہ اس بارے میں اس حقیقت سے بخوبی آگاہ تھا کہ الفاظ اظہار مطلب کا محض ذریعہ ہیں اور الفاظ کی حیثیت امور تعبدیہ کی سی ہرگز نہیں۔ کہ ان کا ظاہر تقاضا بجائے خود مقصود ہو۔ بلکہ بعض موقع اور مقامات ایسے بھی ہیں جہاں معنی کا خیال رکھنا زیادہ ضروری ہو جاتا ہے اور لفظ کا پہلو اس کے مقابلہ میں نسبتہً دبا ہوا رہتا ہے۔

جیسا کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر آپ نے صحابہ کی ایک جماعت کو بنی قریظہ کی طرف بھیجا اور تاکید کی کہ نماز عصر وہیں جا کر پڑھنا۔ اس پر کچھ حضرات نے تو یہ سمجھا کہ چاہے عصر کا وقت رہے یا نہ رہے، بہر آئینہ الفاظ کی پیروی لازمی ہے اس لئے نماز وہیں پہنچ کر پڑھنا چاہیئے۔ چنانچہ انہوں نے عصر کی نماز جو دن کی نماز ہے رات کے وقت ادا کی۔ اور ایک گروہ نے اس حکم کو سرعت سیر پر محمول کیا اور یہ سمجھا کہ منشاء نبوی یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ نماز کے لئے کسی مخصوص مقام ہی کی تعیین فرمائی جائے بلکہ آپ کی غرض صرف یہ ہے کہ اتنی جلدی اور عجلت سے سفر کرنا چاہیئے کہ عصر کا وقت وہاں پہنچ کر آئے، اس بناء پر انہوں نے نماز راستے میں پڑھی اور یہی گروہ مصیب تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ جو آثار مروی ہیں، ان سے اس حقیقت کا بھی پتہ چلتا ہے، کہ صحابہ نہ صرف اجمالاً معنی کی اہمیت سے آگاہ تھے۔ بلکہ اس تفصیل سے بھی اچھی طرح باخبر تھے کہ اس کے پہلو بہ پہلو اور متعدد دیگر مقتضیات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے اور یہ جاننا بھی لابدی ہے کہ اس میں کوئی علیت و لزوم تو پنہاں نہیں۔ اور اس کے کچھ اور اطلاقات بھی ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ مثلاً جوئے اور قمار کو قرآن میں نصوص صریح سے حرام قرار دیا گیا ہے، لیکن کیا شطرنج بھی اس میں داخل ہے؟ حضرت علی کا فیصلہ تھا کہ داخل ہے۔

هو ميسر العجم (اعلام)　　　یہ عجم کا قمار ہے۔

یعنی جوئے کے مقتضیات میں سے ایک چیز شطرنج بھی ہے۔

اشباہ و نظائر :- فقہ اسلامی کا ایک بہت بڑا مبنیٰ یا اصل یہ ہے کہ اشباہ و نظائر (باہم متشابہ یا ملتے جلتے امور) میں نفیاً و اثباتاً ایک ہی طرح کا حکم دائر و سائر رہتا ہے۔ وہی اصول ہے جسے قیاس سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ علامہ مزنی کا کہنا ہے کہ اس معنی تک صحابہ کا فہم رسا پہنچ چکا تھا، اور اس وقت سے اس وقت تک تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے۔ اس حقیقت کی طرف ابن القیم کے حوالے سے یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ اس طریق استنباط کی بنیاد در اصل قرآن حکیم کے اس طریق استدلال پر ہے جو اس نے حشر و نشر کی کیفیات کو ثابت کرنے کے لئے اختیار کیا ——— اس طرح کئی اور فقہی امور بھی متفرع ہوتے ہیں جیسے وہ شکار جس پر کتا جھپٹتا ہے اور اس کا کھانا تو نص صریح سے ثابت ہے۔

وما علمتم من الجوارح مكلبين

لیکن کیا دوسرے معاملوں کے شکار کو بھی اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ فقہاء کی رائے ہے کہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ کتے کا استعمال اس صورت میں محض اس بنا پر ہوگا کہ عرب عموماً شکار کی غرض سے کتوں ہی کو استعمال کرتے تھے۔ اسی طرح لونڈیوں کے بارے میں قرآن کا حکم ہے کہ

فان اتین بفاحشة فعلیهن نصف ما علی المحصنت

سوال یہ ہے کہ کیا اس رعایت سے غلام مرد بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ قطعاً کیونکہ جس ذہنی اور اخلاقی کمزوریاں، لونڈی کے معاملہ میں تخفیف و تنصیف سزا کا سبب ہو سکتی ہیں، بعینہٖ اسی نوعیت کی کمزوریاں یہاں بھی پائی جاتی ہیں۔ رہا غلام اور لونڈی کا یہ نظام رہنا چاہیئے یا نہیں تو یہ ایک جداگانہ بحث ہے۔

اسی قبیل کی اور بھی جزئیات ہیں۔ مثلاً حدیث میں تو صرف اسی قدر مذکور ہے کہ کسی بھائی کے معاملۂ بیع و شراء کے پختہ ہو جانے یا رشتہ کی سلسلہ جنبانی کے اثناء میں دوسرے بھائی کو مداخلت نہیں کرنا چاہیئے، مگر فقہاء نے اجارہ کو بھی اسی پر قیاس فرمایا ہے کیونکہ بیع میں جو مفسدہ پیدا ہو سکتا ہے، اس کا احتمال اجارہ میں بھی ہے۔

قرآن میں ان مطلقہ عورتوں کے بارے میں جو مومن ہیں اور ازدواجی و جنسی تعلق ان سے قائم نہیں ہوا، یہ مذکور ہے کہ

فما لكم عليهن من عدة تعتدونها

لیکن قیاساً اس میں دوسری عورتیں بھی داخل ہوں گی، جو کتابیہ ہیں، اور اس آیت میں المومنات کی جو قید مذکور ہے اس کو واقعی ٹھہرایا جائے گا، احترازی نہیں، قید واقعی سے مراد ایسی شرط و قید ہے جو باعتبار واقعہ کے معرض بیان میں آئے اور اس سے مقصود کسی تعیین فرد و جزئیہ کا اخراج نہ ہو۔

صحابہ نے اس منافسہ کو کہاں کہاں استعمال کیا، اصحابہ کے فتووں سے اس کی نشاندہی ہو سکتی ہے۔ اس کی سب سے روشن مثال حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر مہاجرین کا یہ استدلال ہے کہ جب آنحضرتؐ نے نماز ایسے امر دینی کے لئے آپ ہی کو آگے بڑھایا، اور منصب امامت پر فائز کیا، تو امور دنیا میں ان کو خلافت کا مستحق کیوں نہ سمجھا جائے اس طرح گویا امامت اہم کو انہوں نے امامت صلوٰۃ پر قیاس کیا اور اس حیات آفرین نکتہ کی طرف اشارہ کیا کہ اگر خلافت ارضی کی وراثت چاہتے ہو تو نماز کی اہمیت کو محسوس کرو۔

صفات الٰہیہ بھی قیاس کا ایک مبنیٰ ہو سکتی ہیں۔ ہمارے فقہاء نے مدار و قیاس و اجتہاد کو صرف ان احکام و کمالات تک یا ان نصوص و سنت تک محدود کر دیا ہے جو ہیں زیر بحث مسئلہ کسی قدر تفصیل کا حامل ہو سکتا ہے لیکن ایک بہت بڑا اہم نکتہ نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کے اسمائے حسنیٰ اور عمومات رحمت و ربوبیت کے تقاضوں کو دیکھا جائے تو ان سے ہمیں کیا کیا متعین ہدایات مل سکتی ہیں ——— کیونکہ انسان کے پاس اگر کوئی کتاب آئین نہیں ہو، اور فقہ و قانون کی ترتیب کے ماخذ و مصادر کی نشاندہی پر نہ ڈالا جائے تب بھی یہ حقیقت واضح ہے کہ انسان اس زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ و نائب ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات ہی وہ آئین کا مصدر ہے جو اس کی راہنمائی کر سکتا ہے اور زندگی کے ان تمام گوشوں کی طرف بلا سکتا ہے۔

آنحضرت نے کئی دن کے تحنث کے بعد، جب ناگہاں جبریل امین کو مخاطب پایا، اور پہلی دفعہ اقرأ کی حیرت انگیز آواز کان میں پڑی، اور یہ معلوم ہوا کہ اللہ کا فرشتہ پیغمبر بنا کر ایک حقیقت دل میں منتقل کر رہا ہے، تو خوف و فکر نے گھیرا۔ اور تشویش پیدا ہوئی، کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور پذیر ہونے والا ہے اور کن خطرات کا سامنا ہے۔ حضرت خدیجہؓ سے ان کیفیات کا ذکر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ:-

كلا ابشر فوالله ما يخزيك الله -	نہیں! آپ کو گھبرانے کے بجائے خوش ہونا چاہیئے - اللہ
(صحیح مسلم)	ہرگز آپ کو رسوائی سے دوچار کرنے والا نہیں -

اور اس اذعان کی بنیاد، اس دلیل پر رکھی کہ جب آپ صلۂ رحمی فرماتے ہیں۔ سچ بولتے ہیں، اور لوگوں کے کام آتے ہیں۔ تو یہ کیونکر ممکن ہے، کہ اللہ کی ربوبیت آپ ایسے خیر اندیش انسانیت کو ہلاکت میں ڈالے ———— یہ طریق استدلال جو حضرت خدیجہؓ نے اختیار کیا، اس اصول کی طرف بین طور سے راہنمائی کرتا ہے کہ اللہ تعالے کے تصورات لطف و رحمت اور تعقود کو بھی استدلال و استنباط کا ایک مبنیٰ ٹھہرانا ممکن ہے۔

مطبوعاتِ "بزمِ اقبال"

مجلۂ اقبال مدیر:- پروفیسر ایم ایم شریف، بشیر احمد ڈار

سہ ماہی اشاعت۔ دو اردو اور دو انگریزی شماروں میں۔ سالانہ دس روپے صرف انگریزی یا اردو شمارے پانچ روپے بانچ کیلئے ۔

ایرانی مابعد الطبیعات	(انگریزی) از علامہ اقبال	۵ ——
الماوردی کا نظریۂ مملکت	(انگریزی) از قمر الدین	۰ — ۱۲ —۰
علامہ اقبال	از مینیوی مترجم غلام مصطفےٰ تبسم	۱ — ۸ —۰
ذکر اقبال	از عبد المجید سالک	۵ — ۰ —۰
اقبال اور ملا	از ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم	۰ — ۱۲ —
مکاتیب اقبال	بنام محمد نیاز الدین خاں	۱ — ۴ —۰
تقاریر یوم اقبال	۱۹۵۴ء	۱ — ۴ —۰
فکر اقبال	از ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم	(زیر طبع)

ملنے کا پتہ:- سکریٹری بزم اقبال۔ نرسنگھ داس گارڈن۔ کلب روڈ۔ لاہور